ادبیات:

غزل

(فضا ابن فیضی)

وہ شعلہ کہ تھا حزیں جاں ہار گئے ہیں
ہم نغموں کے دھوکے میں فغاں ہار گئے ہیں

اک عمر ہوئی شہر میں پھرتے ہیں تہی دست
اے جنس ہنر تجھ کو کہاں ہار گئے ہیں

خوابوں کی رفاقت ہے نہ یادوں کا سہارا
ہم تیرے لئے دونوں جہاں ہار گئے ہیں

کیا مانگے ہے اب شوخیٔ آشوبِ تمنا
وہ درد جو تھا دل کا زیاں ہار گئے ہیں

ناموسِ وفا، نقدِ نظر، جنس بصیرت
کیا کیا مرے صاحب نظراں ہار گئے ہیں

وہ دورِ کشاکش ہے کہ اربابِ سخن بھی
اک معرکۂ لفظ و بیاں ہار گئے ہیں

بازیچۂ طفلاں ہے ہمیں گردشِ حالات
اس کھیل میں عمرِ گزراں ہار گئے ہیں

وہ وقت پڑا ہے کہ خدایانِ قدح تک
اک اک نفسِ بادہ چکاں ہار گئے ہیں

کیا نذر کریں وقت کی اس سنگ زنی کو
اک وہ جو تھا شیشے کا مکاں ہار گئے ہیں

اک کاوشِ رسوا ہے تبسم ہو کہ آنسو
لوگ اپنی بہار اپنی خزاں ہار گئے ہیں

اس دور میں محسوس یہ ہوتا ہے فضا اب
ہم غالب و مومن کی زباں ہار گئے ہیں